

مالی استحکام: عمومی جائزہ اور مستقبل کے امکانات

ہماری پچھلی رپورٹ میں¹ اجاگر کیے گئے بینکاری رجحانات چند مستثنیات کو چھوڑ کر زیر جائزہ مدت (جنوری تا جون 2011ء) میں مزید مستحکم ہوئے ہیں۔ بینکاری نظام کے اثاثہ جات کی اساس 8 فیصد (577 ارب روپے) بڑھ گئی ہے جو 2007ء سے اب تک بلند ترین ششماہی اضافہ ہے، جس کی وجہ سرمایہ کاریوں خصوصاً حکومتی پیپرز میں بھرپور اضافہ ہے۔² اثاثوں میں 9.4 فیصد (515 ارب روپے) بڑھ گئیں جو گذشتہ چار برسوں میں سب سے زیادہ ششماہی اضافہ ہے، جس کا سبب ہماری مقدر میں کارکنوں کی ترسیلات کی آمد ہے۔

بینکوں کی آمدنی مسلسل بڑھتی رہی اور اس شعبے کے منافع قبل از ٹیکس میں مزید 77 ارب روپے جمع ہوئے جبکہ پچھلے سال کی اسی مدت میں 59 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا (جدول 1)۔ مثبت پہلو یہ ہے کہ منافع کے ارتکاز میں کمی واقع ہوئی (پانچ بڑے بینکوں کا حصہ جو دسمبر 10ء میں 95 فیصد تھا جون 11ء میں گھٹ کر 78 فیصد ہو گیا) چنانچہ مجموعی منافع میں چھوٹے بینکوں کا بھی کچھ نہ کچھ حصہ رہا، گو کہ اب بھی کم ہے۔ مزید یہ کہ بڑھتے ہوئے منافع سے گھائے میں جانے والے بینکوں کی تعداد میں کمی آئی۔ جون 10ء میں یہ تعداد 17 تھی جو جون 11ء میں 8 ہو گئی۔ تاہم منافع کا منبع سودی آمدنی قرضوں سے ہونے والی سودی آمدنی سے ہٹ کر حکومتی پیپرز میں سرمایہ کاری کی طرف منتقل ہو رہا ہے۔ حکومتی تمسکات میں سرمایہ کاری سے ہونے والی آمدنی اب بینکوں کی سودی آمدنی کا تقریباً 30 فیصد ہے جبکہ جون 2010ء میں 24 فیصد تھا۔ یہ رجحان مناسب ہے نہ پائیدار، اول اس لیے کہ اس سے وساطت کا عمل متاثر ہوتا ہے اور دوم اس لیے کہ ڈسکاؤنٹ ریٹ میں نمایاں کمی ہو تو یہ منافع واضح طور پر گھٹ سکتا ہے۔³ خطرہ قرض اپنی جگہ قائم رہا ہے۔ غیر فعال قرضوں کا تناسب تھوڑا سا بڑھ کر 15.3 فیصد ہو گیا ہے جبکہ دسمبر 2010ء میں 14.7 فیصد تھا۔ لیکن سیالیٹ مزید بہتر ہوئی۔ اسی طرح ادائیگی قرض کی صلاحیت میں بھی بہتری آئی ہے خصوصاً جب شرح کفایت سرمایہ کے اعتبار سے پیمائش کی جائے۔

جدول 1: اہم بینکاری اعداد و شمار (ارب روپے)					
جون 11ء	دسمبر 10ء	جون 10ء	2009ء	2008ء	
7,715	7,138	6,782	6,516	5,628	مجموعی اثاثے
2,620	2,142	1,893	1,737	1,087	سرمایہ کاریاں (خالص)
3,383	3,349	3,231	3,240	3,173	قرضے (خالص)
5,965	5,450	5,128	4,786	4,218	اثاثتیں
723	697	668	660	563	ایکویٹی
77	111	59	81	63	منافع قبل از ٹیکس (سال تاحال)
51	65	36	54	43	منافع بعد از ٹیکس (سال تاحال)
30	70	30	97	106	تعمیرات کے چارجز (سال تاحال)
579	548	460	446	359	غیر فعال قرضے
186	182	123	134	109	غیر فعال قرضے (خالص)

زیر جائزہ ششماہی کے دوران ٹیکس وصولی کے مسائل (ٹیکس اور جی ڈی پی کی 9.4 فیصد شرح) اور خسارے کی مالکاری میں بیرونی قوم کے مسلسل گھٹتے ہوئے حصے (مالی سال 11ء میں 9 فیصد رہا جبکہ م س 07-01ء کے دوران 50 فیصد سے زائد تھا) بینکاری نظام پر حکومت کا انحصار بہت زیادہ رہا۔ مزید برآں نومبر 2010ء اور اس کے بعد کمرشل بینک خسارے کی مالکاری کا بڑا ذریعہ بن گئے ہیں کیونکہ حکومت نے مرکزی بینک سے قرض گیری کا سلسلہ دوسری سمت منتقل کر لیا ہے۔ اس منتقلی سے حکومت کو اسٹیٹ بینک سے اپنے قرض کو طے شدہ حدود میں رکھنے میں مدد ملی ہے⁴ تاہم امکان ہے کہ اس سے بجٹ خسارہ مزید بڑھ جائے کیونکہ حکومتی تمسکات کی آمدنی اب اسٹیٹ بینک کے بجائے کمرشل بینکوں کو مل رہی ہے۔⁵

1 بینکاری نظام کا سرمایہ کارکردگی جائزہ، جو دسمبر 2010ء کے اعداد و شمار پر مبنی ہے۔

2 2011ء کی پہلی ششماہی کے دوران 90.6 فیصد اضافی سرمایہ کاریاں حکومتی تمسکات میں کی گئیں۔

3 جون 2011ء سے اب تک اسٹیٹ بینک نے اپنا ڈسکاؤنٹ ریٹ 200 بیس پوائنٹس کم کیا ہے۔ اگرچہ بینکوں کی بیلنس شیٹ پر فوری اثر ضروری نہیں کہ نفی ہو (ری ویلیویشن کے فائدے کی وجہ سے)، تاہم حکومتی تمسکات سے آئندہ سودی آمدنی کم ہوگی جو حالیہ زمانے میں آمدنی کا اہم ذریعہ رہی ہے۔

4 اسٹیٹ بینک اور وزارت خزانہ نے اسٹیٹ بینک سے قرض گیری کو (تقدیر بنیاد پر) ستمبر 2010ء کی حدود سے نیچے رکھنے پر اتفاق کیا۔

5 مرکزی بینک سے حکومتی قرض گیری سے اسٹیٹ بینک کو سودی آمدنی ملتی ہے۔ اس طرح اسٹیٹ بینک کا منافع بڑھ جاتا ہے جو بالآخر حکومت کو غیر ٹیکس حاصل کی شکل میں منتقل ہوتا ہے۔ جہاں تک کمرشل بینکوں کی سودی آمدنی کا تعلق ہے حکومت کو صرف جزوی فائدہ ہوتا ہے جو بینکوں کی آمدنی پر ٹیکس کی موثر شرح پر منحصر ہے۔

نتیجے کے طور پر حکومتی پیپرز میں سرمایہ کاری کے لیے بینکوں کی طلب میں کوئی کمی نہیں آئی اور بینکوں کے مجموعی اثاثہ جات میں خالص سرمایہ کاریوں کا حصہ 34 فیصد تک پہنچ گیا ہے جو دوہائی کی بلند ترین سطح ہے۔ پس اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں کہ خالص قرضوں کا حصہ کم ہوا ہے اور جون 11ء میں گر کر 43.9 فیصد تک پہنچ گیا ہے۔ سرمایہ کاریوں میں اضافے (22.4 فیصد) کی رفتار قرضوں کی نمو (1.04 فیصد) سے بہت زیادہ تجاوز کر گئی ہے اس لیے بینکاری نظام کی امانتوں میں قرضوں کا تناسب (ADR) مزید کم ہوا ہے۔ 2011ء کی پہلی ششماہی میں یہ 61.4 فیصد سے گر کر 56.7 فیصد ہو گیا ہے۔ مسلسل گرتے ہوئے قرضوں اور امانتوں کے تناسب 7 سے بینکاری نظام کے بعض اہم رجحانات کی جامع تشریح ہوتی ہے۔ اول، اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بینکوں کے اندر قابل قرض رقوم وافر مقدار میں دستیاب ہیں چنانچہ سیالیت کی صورت حال بہتر ہوئی ہے۔ اسی بنا پر اس سے یہ بھی متراشع ہوتا ہے کہ بینکوں میں نجی شعبے کے قرضے کے حوالے سے خطرے سے گریز بڑھ رہا ہے کیونکہ نجی شعبہ واضح طور پر زیادہ پُرخطر اور کم پرکشش ہے جبکہ خطرے سے آزاد سرمایہ کاریوں سے اچھا منافع مل رہا ہے۔ آخراً، اس سے بینکوں کا مالی وسطی اداروں کی حیثیت سے کردار کم ہو رہا ہے خصوصاً جب اسے قرضے کے سماجی اور معاشی طور پر مناسب اختصاص کے حوالے سے دیکھا جائے۔⁸

ان رجحانات سے نجی شعبے کے لیے قرضے کی گنجائش ختم ہونے کے اندیشے ضرور بڑھتے ہیں لیکن نجی شعبے کی جانب سے قرضے کے کم استعمال کی دیگر وجوہ بھی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ کمرشل بینکوں کے پاس کافی سیالیت موجود ہے اور وہ نجی شعبے کو درکار قرضہ دے سکتے ہیں بشرطیکہ خطرے کی ضرورت سے ہم آہنگ مناسب طلب موجود ہو۔ لیکن توانائی کے شدید بحران، امن و امان کی ناقص صورتحال اور دشوار معاشی ماحول کے پیش نظر قرضے کی طلب کم ہے۔⁹ بے شک چونکہ نرخوں پر بینکوں سے حکومت کے قرضے کے حصے میں اضافہ ہو رہا ہے اس لیے نجی شعبے کی قرض گیری کی لاگت بڑھی ہوئی ہے جس سے فرموں کو اپنی قرض گیری جاری سرمائے کی فوری ضروریات تک محدود رکھنے کی تحریک مل رہی ہے۔ تاہم امن و امان کی بہتر صورتحال، مطلوبہ توانائی کی بلا تعلق فراہمی اور عمومی صحت مندانہ معاشی ماحول کا قرضے کے استعمال پر محض شرح سود میں کمی کی نسبت زیادہ خوشگوار اثر پڑے گا۔

بینکوں کو جتنے بھی خطرات کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان میں خطرہ قرض اہم ترین اور سب سے اٹل ہے۔ اس کی اہمیت اس حقیقت سے ظاہر ہے کہ بینکوں کے خطرہ بوزن اثاثوں کا 79.3 فیصد صرف خطرہ قرض سے منسوب کیا جاسکتا ہے، اور غیر فعال قرضوں میں مسلسل اضافے کی بنا پر یہ اٹل ہے۔ 2011ء کی پہلی ششماہی کے دوران بینکوں نے متاثرہ اثاثوں میں مزید 31.4 ارب روپے کا اضافہ کیا (بمقابلہ پچھلے سال کی اسی مدت کے 27.8 ارب روپے کے) جس سے غیر فعال قرضوں کا تناسب (NPLR) 14.7 فیصد سے بڑھ کر 15.3 فیصد ہو گیا۔

بینک وارتجزیے سے انکشاف ہوتا ہے کہ دو گروپ بڑھتے ہوئے خطرہ قرض سے زیادہ متاثر ہو سکتے ہیں: اوسط حجم¹⁰ کے مقامی نجی بینک (LPBs) اور سرکاری شعبے کے کمرشل بینک (PSCBs)۔ اگرچہ سست معاشی نمو اور اس کے ساتھ خطرہ قرض میں اضافہ قابل فہم بلکہ تمام بینکوں کے لیے اہمیت رکھتا ہے، تاہم اوسط حجم کے مقامی نجی بینکوں اور سرکاری شعبے کے کمرشل بینکوں کی انفیکشن کی شرحیں (بالترتیب 25.6 فیصد اور 21.5 فیصد) پورے شعبے کے اوسط (15.3 فیصد) سے بہت زیادہ ہیں۔ جہاں تک مقامی نجی بینکوں کا تعلق ہے، اس کی تشریح بنیادی طور پر قرض گروپوں کے انتخاب (اگر ان کے پاس اس کی زیادہ گنجائش ہو) سے ہو سکتی ہے کیونکہ زیادہ تر معیاری قرض گروپوں کو بڑے بینک خدمات فراہم کرتے ہیں اور اوسط حجم کے بینک قدرے پرخطر قرض گروپوں کو چننے پر مجبور ہوتے ہیں، اس لیے بھی انہیں سب سے بڑے پانچ بینکوں کے مقابلے میں اپنی امانتوں کی زیادہ لاگت کی تلافی کرنے کے لیے زیادہ آمدنی حاصل کرنی ہوتی ہے۔ جہاں تک سرکاری شعبے کے سرکاری بینکوں کا تعلق ہے، ان کی اوسط سے زیادہ انفیکشن کی شرح کی جزوی تشریح قرضے کے معیارات سے ہو سکتی ہے۔

اگر زیادہ تر اضافی امانتیں سرمایہ کاریوں میں جاری ہیں تو غیر فعال قرضوں کا رجحان گھٹ کیوں نہیں رہا؟ اول، غیر فعال قرضوں میں اضافہ (کم از کم موجودہ رفتار سے) فقط چند بینکوں کی بنا پر ہو سکتا ہے۔ دوم، جیسا کہ غیر فعال قرضوں کے تجزیے سے ظاہر ہے، اضافی غیر فعال قرضے بنیادی طور پر نقصان کے زمرے میں ہیں۔ چونکہ غیر فعال قرضے 360

⁶ سرمایہ بنیادوں پر دیکھا جائے تو قرضوں کی تقسیم کم نہیں رہی ہے تاہم بہت سی فرمیں جنہوں نے پہلی سرمایہ میں قرض لیا، دوسری سرمایہ میں واپس کیا جس کی وجہ سے ششماہی اعداد و شمار اصل لیے ہوئے قرضے سے کم معلوم ہوتے ہیں۔

⁷ سرمایہ کاریوں اور امانتوں کا تناسب (IDR) مسلسل بڑھتا رہا ہے اور جون 2011ء میں 44 فیصد تک پہنچ گیا۔

⁸ حقیقی معنوں میں امانتوں کی کسی اور قسم کی قرض گاری میں منتقلی دراصل وساطت ہے چاہے حتمی قرض گیر حکومت ہو یا نجی شعبہ۔ تاہم نجی شعبے کو دیا گیا قرض واضح طور پر پیداوار ہی ہوتا ہے کیونکہ اس سے معاشی سرگرمیوں کو فروغ ملتا ہے اور روزگار پیدا ہوتا ہے۔

⁹ ایک ایسی معیشت سے موازنہ کیا جاسکتا ہے جو مجموعی رسدی خط کے افقی حصے پر ہو اور جی ڈی پی کی ممکنہ سطح سے کہیں دور ہو۔ ایسی معیشت میں مجموعی طلب کا اضافہ گرانی کا باعث نہیں بنتا، کم از کم خالصتاً کینزی (Keynesian) دنیا میں۔ اسی طرح اگر نجی شعبے کے قرضے کی مضبوط طلب ہوتی تو نجی شعبے کے لیے قرضے کی گنجائش کا خاتمہ زیادہ نمایاں ہوتا۔ لیکن چونکہ بینکوں نے مسلسل گرتی ہوئی اے ڈی آر کے باعث اضافی سیالیت برقرار رکھی ہوئی ہے اس لیے قرضے کی گنجائش کا خاتمہ محدود ہے۔

¹⁰ اثاثوں کے حجم کے لحاظ سے درجہ بندی کی جائے تو یہ بینک صف اول کے 11 سے 20 بینکوں میں آتے ہیں۔

دن کے بعد نقصان کے زمرے میں ڈالے جاتے ہیں¹¹، اس سے یہ ظاہر ہے کہ یہ قرضے ماضی میں دیے گئے تھے۔ اثاثوں کی ہیئت ترکیبی میں سرمایہ کاریوں کے بڑھتے ہوئے حصے سے غیر فعال قرضے بڑھنے کی رفتار کم ہوگی لیکن صرف اس سے رجحان مکمل طور پر تبدیل نہیں ہو سکے گا۔ بینکوں کو ساتھ ساتھ اپنے خطرہ قرض کا انتظام بہتر بنانا ہوگا، اس امر کو یقینی بنانا ہوگا کہ اضافی غیر فعال قرضے مکمل طور پر نہ رکھیں تو کم از کم حدود میں رہیں۔

بینکاری نظام کو درپیش دیگر خطرے حدود میں ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ بینکوں کی سیالیت کی صورتحال عمومی طور پر مناسب ہے اور بینکوں کے جزدان میں سرمایہ کاریوں کے بڑھتے ہوئے حصے کی وجہ سے پورے شعبے کے پاس قانونی تقاضوں سے زیادہ مقدار میں سیالیت موجود ہے۔ مزید یہ کہ فنڈنگ کی ہیئت ترکیبی میں طویل مدتی امانتوں کے بڑھتے ہوئے حصے نے فنڈنگ خطرہ سیالیت کو دور رکھا ہے۔ ایکویٹی منڈی کی ناقص کارکردگی کے باوجود قدرے مستحکم شرح مبادلہ اور شرح سود کی بنا پر خطرہ بازاری سطح کم ہے۔

بینکوں کے ادائیگی قرض کا خاتمہ مزید بہتر ہوا ہے اور شرح کفایت سرمایہ جون 11ء تک 10.10 بی پی ایس بڑھ کر 14.1 فیصد تک پہنچ گیا ہے۔ زیادہ تر بہتری سطح اول یا بنیادی سرمائے میں ہوئی (3.5 فیصد) کیونکہ بینکوں نے آسان آمدنی کے دور سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ذخائر جمع کرنا اور اپنے ادائ شدہ سرمائے کو بڑھانا شروع کر دیا تاکہ کم از کم سرمائے کی شرائط پوری کر سکیں۔ پانچ کے سوا تمام بینکوں کی شرح کفایت سرمایہ مطلوبہ 10 فیصد سے زیادہ ہیں تاہم تقریباً نصف بینکوں کو 7 ارب روپے کی کم از کم سرمائے کی شرط پوری کرنے کے چیلنج کا سامنا ہے۔ 8 ارب روپے کی کم از کم سرمائے کی شرط کی مقررہ تاریخ (30 دسمبر 2011ء) قریب ہونے کی وجہ سے بینکوں پر سرمائے کی شرائط پوری کرنے کے لیے دباؤ بڑھے گا۔

کم از کم سرمائے کی شرائط پوری کرنے میں بینکوں کی دشواری کا جزوی سبب بڑھتی ہوئی مطلوبہ حدود ہیں: یہ حد دسمبر 09ء تک 6 ارب روپے تھی۔ اس سے بڑھ کر دسمبر 10ء میں 7 ارب روپے، پھر دسمبر 11ء میں 8 ارب روپے اور دسمبر 13ء تک بتدریج 10 ارب روپے ہو گئی۔ موجودہ ملکی اور بین الاقوامی کاروباری ماحول میں اضافی سرمایہ بڑھانا بیشتر بینکوں کے لیے چیلنج رہا ہے۔ دوسری جانب جہاں تک شرح کفایت سرمایہ کا تعلق ہے، اس شرح کے شمار کنندہ اور نسب منادوں سازگار رجحانات کے حامل ہیں¹² جس سے بینکوں کی اکثریت کی شرح کفایت سرمایہ 10 فیصد کی کم از کم مطلوبہ حد سے خاصی اوپر ہے۔ اول، اثاثوں کی بدلتی ہوئی ہیئت ترکیبی نے بینکوں کے جزدان میں محفوظ تر سرمایہ کاریوں کا حصہ بڑھا دیا ہے اس لیے خطرہ بہ وزن اٹانے کم ہو گئے ہیں جس کے نتیجے میں نسب نما چھوٹا ہو گیا ہے۔ دوم، کم از کم سرمائے کی شرائط بڑھانے کے لیے اسٹیٹ بینک کے اقدام نے بھی بینکاری نظام کی اساس سرمایہ میں اضافہ کر دیا ہے جس سے شمار کنندہ بڑھا گیا ہے۔ ان رجحانات سے بلند تر سرمائے کی شرائط کے باوجود مجموعی طور پر بینکاری شعبے کی بہتر شرح کفایت سرمایہ کی وضاحت ہوتی ہے۔

چونکہ بینکوں کے خاصہ خطرہ کے تناظر میں بینکوں کے سرمائے کی کفایت سرمایہ کی عکاسی ہوتی ہے اس لیے مناسب شرح کفایت سرمایہ منفی دھچکوں کے خلاف چکدار بینکاری نظام کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ اس میں حیرت کی بات نہیں کہ جون 2011ء کے اعداد و شمار پر ہونے والی دباؤ کی جانچ کے نتائج سے بینکاری شعبے کی عمومی صحت کے تصور کی تصدیق ہوتی ہے۔ مالی استحکام کے نقشے (باکس 1) میں اہم معاشی اظہار یوں اور خطرے کے عوامل کی حرکات ظاہر ہیں۔

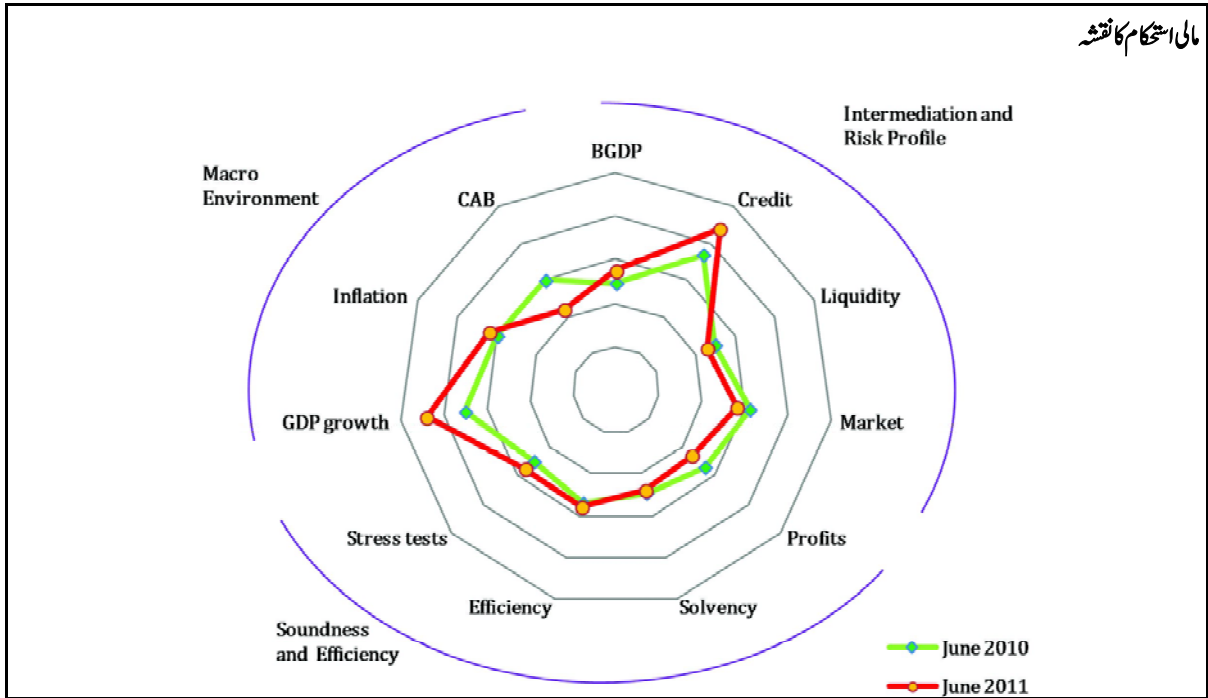
2011ء کی پہلی ششماہی کے دوران اسلامی بینکاری اداروں میں 17.5 فیصد نمو ہوئی جس میں بیشتر اضافی اثاثے حکومتی تمسکات میں لگائے گئے۔ اوسطاً اسلامی بینکاری ادارے بقیہ بینکاری شعبے کی نسبت ادائیگی قرض کی زیادہ صلاحیت کے حامل، زیادہ سیال اور منافع بخش ہیں اور زیر جائزہ مدت کے دوران یہ اظہار یے بہتر ہوئے ہیں۔ ساکھ کا خطرہ اور منتقل کاروباری خطرہ (Displaced Commercial Risk)¹³ اگرچہ فی الحال کم کم ہیں تاہم مستقبل میں اس شعبے کے نمو کے امکانات کے لیے دشواری پیدا کر سکتے ہیں۔ اول الذکر خطرہ نفع و نقصان کی شراکت کی بنیاد پر، جو اسلامی بینکاری کی شناخت ہے، مالکاری کے جزدان کے محدود حجم (جو اسلامی بینکاری اداروں کی مجموعی مالکاری کا 2.9 فیصد ہے)¹⁴ کی وجہ

11 کسی قرضے کا نقصان کے زمرے میں شامل ہونا قرضے کی نوعیت پر منحصر ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر کارپوریٹ، ایس ایم ای اور صارفی (گاڑی اور مارنچ) کے قرضے 360 دن بعد نقصان شاربوتے ہیں جبکہ کارپوریٹ ٹریڈ بلز اور صارفی (کریڈٹ کارڈ اور پرسنل) قرضے سو یا سب سے کم کی عدم ادائیگی کے 180 دن بعد نقصان شاربوتے ہیں۔ دوسری جانب زرعی قرضوں کو 2 سال بعد نقصان گنا جاتا ہے۔

12 سادہ زبان میں شرح کفایت سرمایہ = ضوابطی سرمایہ / خطرہ بہ وزن اٹانے

13 ڈی سی آر کا مطلب ہے سرمایہ کا کھانا داروں کے زیر انتظام اثاثوں سے ابھرنے والا خطرہ۔ یہ خطرہ اسلامی بینکاری اداروں کے اپنے سرمائے کو منتقل کر دیا جاتا ہے کیونکہ اسلامی بینکاری ادارے ایسی رقم پر اپنے مضارب کا کچھ حصہ چھوڑ دیتے ہیں۔

14 کیونکہ اسلامی بینکاری ادارے مالکاری کے مارک اپ پر مبنی اور مارنچ / اجارہ طریقوں پر انحصار کرتے ہیں۔



CAB کا مطلب ہے کرنٹ اکاؤنٹ بیلنس یعنی جاری حسابات کا توازن جبکہ BGDP بینکاری اثاثوں اور جی ڈی پی کا تناسب ہے۔ Credit، Liquidity اور Market خطرے کے عوامل کی نشاندہی کرتے ہیں جو بالترتیب NPLR، سیال اثاثوں اور کل اثاثوں اور شرح مبادلہ، شرح سود اور اسٹاک مارکیٹ کے مشترکہ اشاریے سے ظاہر کیے جاتے ہیں۔ Solvency یعنی ادائیگی قرض کی صلاحیت کا پیمانہ شرح کفایت سرمایہ اور کارکردگی کالائٹ اور آمدنی کا تناسب ہے۔ دباؤ کی جانچ کا اشاریہ منڈی، ترسے اور سیالیت کے خطرے کے عوامل کو پہنچنے والے مختلف دھچکوں کے ذریعے تیار کیا گیا ہے (دباؤ کی جانچ کے مفصل بیان کے لیے دیکھئے باب 3)۔

بینکاری استحکام کا نقشہ حقیقی اور مالی شعبے کے خطرے کے عوامل میں ان تبدیلیوں کا اظہار کرتا ہے جن کا بینکاری شعبے کی مجموعی صحت پر گہرا اثر ہے۔ یہ نقشہ جون 10ء اور جون 11ء کے اعداد و شمار میں رجحانات کا تقابل کر کے تیار کیا گیا ہے۔ نقشے پر موجود ہر مشنر کی مرکز سے دوری کا مطلب ہے ناسازگار تبدیلی اور یا خطرے کی سطح میں اضافہ۔

سے ابھرتا ہے۔ دوسری جانب منتقل کاروباری خطرہ اس روش سے ابھرتا ہے کہ پی ایل ایس کھاتہ داروں کے ساتھ معاہداتی ذمہ داریوں کے باوجود، اسلامی بینکاری اداروں کے لیے مشکل ہوتا ہے کہ نقصانات کو سرمایہ کار کھاتہ داروں کو منتقل کر سکیں کیونکہ اس کے نتیجے میں رقوم نکلائی جاسکتی ہیں۔

مالی بازار، غیر بینک مالی ادارے اور ادائیگی کے نظام

زیر جائزہ مدت میں وقتاً فوقتاً تناؤ کے باوجود ملکی مالی ادارے مستحکم رہے۔ بیرونی آمد رقوم سے ملکی کرنسی کی قدر تقریباً مستحکم رہی اور پاکستانی روپیہ ڈالر کے مقابلے میں فقط 0.35 فیصد کم ہوا۔ کارکنوں کی ترسیلات اور قیمت کی بنا پر برآمدی آمدنی کی وجہ سے صحت مندانہ بیرونی رقوم کی آمد نے ٹیکسوں کی امانتوں اور سیالیت کے خاکوں کو بہتر بنایا اور مرکزی بینک کو ذخائر (2011ء کی پہلی ششماہی سے 9.2 فیصد زیادہ) اکٹھا کرنے میں مدد دی۔ بازار زر میں خط یافتہ 2011ء کی پہلی ششماہی میں خمیدہ ہو گیا کیونکہ طویل مدتی عرصیتوں میں کمی کے ساتھ قلیل مدتی شرح سود بڑھی۔ بازار سرمایہ زیر جائزہ ششماہی کے دوران 4 فیصد کمی معمولی نمو حاصل کرنے میں کامیاب رہا۔ تاہم کارپوریٹ قرضہ منڈی میں تجارتی حجم اور سرگرمیاں زیادہ تر کم رہیں۔ آخر میں ماخوذیات کی منڈی جو حجم میں پہلے ہی کافی چھوٹی ہے، مزید سکڑ گئی کیونکہ نجی شعبے کو معمولی قرضے اور اس کے ہمراہ مستحکم شرح مبادلہ اور شرح سود نئے معاہدوں کی طلب گھٹادی۔

زیر جائزہ مدت کے دوران ترقیاتی مالی اداروں کی اساس سرمایہ 4 فیصد کمی معمولی شرح سے بڑھنے میں کامیاب رہی جس کی بنیادی وجہ سرمایہ کاری میں مضبوط نمو ہے۔ مجموعی اثاثوں میں قرضوں کا حصہ برقرار (35 فیصد کے لگ بھگ) رہا گوکہ یہ بھی اس سطح سے خاصا پست ہے جو ترقیاتی مالی اداروں کے کاروبار کی نوعیت کا تقاضا ہے۔ ایک کے سوا آٹھوں ترقیاتی مالی ادارے 2011ء کی پہلی ششماہی کے دوران منافع حاصل کرنے میں کامیاب رہے تاہم بڑھتے ہوئے غیر فعال قرضوں کی بنا پر بلند تر تمویں نے اس شعبے کا منافع پچھلے سال کی اسی

مدت کے مقابلے میں کم کر دیا۔ ترقیاتی مالی اداروں کی ادائیگی قرض کی صلاحیت کے تناسب (56.7 فیصد شرح کفایت سرمایہ) بینکوں (14.1 فیصد) سے خاصے بہتر رہے ہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے مضبوط اساس سرمایہ کو مؤثر طور پر استعمال نہیں کیا۔ بینکاری شعبے کی جانب سے مضبوط مسابقت کی بنا پر شعبہ اجارہ مسلسل سکڑ رہا ہے۔

اس کے برعکس 2011ء کی پہلی ششماہی میں میوچل فنڈ کے شعبے میں بحالی آئی کیونکہ بازار زرکی سرمایہ کاریوں نے اس شعبے کے خالص اثاثے 24 فیصد بڑھا دیے۔ آخر ایشیہ بیہ کے اثاثوں کی اساس میں 16.6 فیصد کی نمود کبھی گئی کیونکہ حیاتی نیچے کے کاروبار میں بھرپور (24 فیصد) نمو 15 ہوئی۔ دوسری طرف غیر حیاتی نیچے کے کاروبار صارفی مالکاری سرگرمیاں خاصی کم ہونے اور بلند دعویٰ تناسب کے باعث متاثر ہوا ہے تاہم سرمایہ کاری آمدنی بڑھنے کی وجہ سے معقول منافع حاصل کرنے میں کامیاب رہا۔

زیر جائزہ ششماہی میں ادائیگی کے نظام ٹھیک ٹھاک چلتے رہے۔ خردہ نظام ادائیگی کے ذریعے 14 فیصد (سال بسال) نمو ہوئی جبکہ پچھلے سال کی اسی مدت میں 11.6 فیصد نمو ہوئی تھی۔ حجم کے لحاظ سے ای بینکاری کے سودوں کا حصہ بڑھا اور جون 11ء میں 42 فیصد تک پہنچ گیا۔ تاہم قدر کے لحاظ سے خردہ ادائیگیوں میں زیادہ حصہ ابھی تک کاغذی سودوں (خصوصاً بذریعہ چیک) کا ہے جو چکٹائے ہوئے تمام سودوں میں 86 فیصد ہے۔ پاکستان میں بڑی مالیت کا نظام ادائیگی مؤثر طور پر کام کر رہا ہے اور پاکستان انٹرنیٹ بینک سٹیٹ منٹ سسٹم (پرزوم) کے آغاز کے بعد زیادہ معتبر ہو گیا ہے۔ حالیہ مہینوں میں اوسطاً نظام کی دستیابی 96.5 فیصد رہی اور خصوصاً پرزوم کے سیکورٹیز سٹیٹ منٹ انٹرفیس کے ڈاؤن ٹائم کے باعث۔ آخر میں بلاڈنٹز بینکاری کا شعبہ پاکستان میں تیزی سے پھیل رہا ہے اور چار بینک مختلف آپریشنل سیٹ اپس کے ذریعے خدمات فراہم کر رہے ہیں۔ چونکہ مزید بینک اس بڑھتے ہوئے زمرے کی طرف آنے کے لیے تیاری کر رہے ہیں اس لیے آنے والے برسوں میں مالی شمولیت میں نمایاں بہتری کے بھرپور امکانات ہیں۔

آئندہ نجی شعبے کے قرض میں تھوڑی تیزی آنے کا امکان ہے کیونکہ بعض اہم صنعتوں کی قرض گیری کا سلسلہ بحال ہو رہا ہے، گو کہ اجناس کی گرتی ہوئی قیمتوں کی بنا پر یہ نمو کم رہے گی۔ مزید یہ کہ عمومی طور پر دشوار کاروباری ماحول اور بلند خطرہ قرض کی بنا پر بینکوں کے خطرے سے گریز کی بنا پر امکان ہے کہ اثاثوں کی ہیئت ترکیبی میں تبدیلی آئے گی اور حکومتی تمسکات کا حصہ کم ہوگا۔ موجودہ زری موقف سے بینکوں کی جانب سے اثاثوں کا انتخاب آنے والے مہینوں میں کڑا ہو جائے گا۔ بینکوں کو اپنی سرمایہ کاریوں (جو حالیہ دور میں منافع کا اہم منبع رہی ہیں) پر کم منافع پر اکتفا کرنے پڑے گا یا زیادہ نجی شعبے کے قرضے کا اہتمام کرنا پڑے گا، جو ایک مشکل معاشی ماحول میں ان کی بلند خطرہ قرض سے بخوبی نمٹنے کی صلاحیت کا امتحان ہوگا۔